

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1- شرع شریف کا کیا حکم ہے، انکیولیشن وبانے طاعونی کا ٹیکہ محض حفاظت جان کے لیے مسلمانوں کو لینا عندالشرع شریف کیا ناجائز ہے؟

۲- اور جس نے ٹیکہ لیا وہ مسلمان کیا نہیں رہتا؟

۳- کیا کسی وبایا مصیبت کے ازالہ میں لپنے اور اپنی قوم کے لیے کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۴- کیا ظہور آہار و علامت وبایں بنظر حفظ صحت نقل مقام چاہیے کہ نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواب ۱: صورت مستفسرہ میں ٹیکہ وبانے طاعونی کا مسلمان لے سکتا ہے، جبکہ اس باب میں کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے، کیونکہ جو دو ٹیکہ کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کا نشہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہوشی ہوتی ہے، بلکہ اس کے فوری اثر سے طاعون کی سمیت بیکھت دور ہو جاتی ہے اور پھر ٹیکہ لینے والے پر طاعون غالب ان شاء اللہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر بمخلد ہزار ہا آدمیوں کے کسی کے خون میں طاعون کی کچھ سمیت شاید آج ہی جاتے تو کچھ نقصان نہیں پہنچتا، جس طرح چچک کا ٹیکہ خاص وعام کے نزدیک زیادہ فائدہ بخش ہے، ویسا ہی یہ ٹیکہ طاعونی ہزار ہا اشخاص کی آزمائش میں مفید ثابت ہوا اور ثابت ہوتا جاتا ہے۔

چنانچہ میں نے عرصہ تک اس طاعونی ٹیکے کے لینے والوں اور دیگر وسائل سے تحقیق کیا تو اس کے فوائد پر پورا اطمینان ہو گیا اور کوئی مانع امر شرعیہ نہ پایا۔ لہذا لپنے قومی بجائیوں کے ٹیکہ رفع کرنے کے لیے میں نے خود طاعونی ٹیکہ مروج لیا تو بفضلہ تعالیٰ میرے تجربے میں بہت فائدہ رساں پایا گیا، اس ٹیکہ سے کسی نوع اور قسم کی طاقت زائل یا کم نہیں ہوتی، نہ کوئی دوسرا مرض پیدا ہوتا، نہ نشہ آتا، نہ کچھ بے ہوشی ہوتی، جس سے کسی وقت کی نماز فوت ہو جائے۔ جب یہ موانع نہیں ہیں تو کوئی قباحت شرعی ٹیکہ لینے میں مانع نہیں۔ دو کرنے اور علاج کرانے کی کوئی ممانعت حضرت شارع ﷺ سے موجودہ حالت میں پائی نہیں جاتی ہے بلکہ حضور ﷺ نے خود دو این ارشاد فرمائی ہیں اور یہ ٹیکہ دوا ہے۔

۲- ٹیکہ لینے سے کفر یا ارتداد عندالشرع واقع نہیں ہوتا اور نہ ٹیکہ لینے والا فاسق و فاجر یا مردود الشماۃ ہوتا۔ جب یہ حالت ہے تو اس کے ایمان و اسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ وہ ہیشہ مسلمان ہے۔

۳- ہر مسلمان بلکہ انسان پر فرض ہے کہ جب قوم یا وہ خود کسی ناگمانی مصیبت وبانیہ بیماری میں پھنس جائے یا مبتلا ہو جانے کا خطرہ و خوف ہو تو ایک دوسرے کی جائز اعانت کرے اور مصیبت وبانیہ کے دفع کے لیے فوراً کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَىٰ نَبْرٍ وَاللَّهُ وَالْقُرْآنُ وَالنَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْمَسْكُونَةُ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمَلَائِكَةُ (المائدہ: ۲)

”نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔“

طاعون یا کسی وباسے بچنے وبچانے کی کوشش اثم وعدوان میں داخل نہیں ہے، بلکہ مدد کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا، جب کہ جان کو خطرہ سے بچانے گا۔

۴- جب کسی مقام میں ظاہر ہو کہ وبا آچلی ہے اور اس کے علامات نمایاں ہو چکے (عام اس سے کہ کوئی مبتلائے مرض ہو یا نہ ہو) اس سے بچنے کے لیے عمدہ سامان تدبیر ہی ہے کہ چند سے وہ آبادی بھڑادی جائے اور کسی ایسے جنگل یا ہوادار مقام میں قیام کرے جہاں آبادی نہ ہو اور سمیت وبانیہ بھی اس خطے میں نہ ہو۔ جب اصلی سکن سے وبا جاتی رہے تو واپس آجائے اور جو غربا ایسے نقل مکان کے وقت مظل ہوں، ان کی حتی المقدور اعانت ہر قسم کی کرے اور ان کی اور اپنی جان بچائے، کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّوَلَّىٰ وَأَشْرُوا مِنَ اللَّهِ حُبِّ الْفَنِينِ (البقرہ: ۱۹۵)

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور لپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

کسی کالیسے مہکم سے جان بچانا اور مدد کرنا خدا کے محسنین میں داخل ہوتا ہے، جو ہزار ہا اموات کا باعث ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے۔ جنگل میں آبادی سے باہر چلا جانا خلاف شرع نہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے جان بچانے کی

تدبیر کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

خادم قوم عبدالعزیز رضوی صدیقی عنہ

ہم کو چاروں جواب کے ساتھ اتفاق ہے، بے شک یہ ٹیکہ دوا ہے، اس کے ساتھ کوئی اعتقاد شرکیہ نہیں ہے۔ پس جس طرح ساری ادویات باذن اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کرتے ہیں، ویسا ہی یہ ٹیکہ بھی اور اس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں ہے۔ پس ٹیکہ لینے والا بے شک و شبہ مسلمان ہے اور بے شک بدو انانیت مصیبت زدہ کی کرنا موجب اجر کثیر ہے۔ جو اس کو خطا سمجھے، وہ غلطی ہے۔

اور حدیث صحیح: ”الطاعون شحادة لكل مسلم“ (طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کی موت ہے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے علاج و تدبیر ازالہ کی نہیں کی جائے، کیونکہ ہدم و غرق میں بھی درجہ شہادت کا ملتا ہے۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا میں: ”اللهم انی اعمو ذک من الغرق و غیر ذلک“ (اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں غرق اور عمارت گرنے کی موت سے) فرمایا ہے۔ اور جس شہریا گاؤں میں سمیت و ہانیہ آگئی ہو، وہاں سے دوسرے شہریا گاؤں میں جانے کی ممانعت آتی ہے۔ اسی مصلحت سے کہ دوسری جگہ کے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے، باقی رہا اسی شہریا گاؤں میں رہ کر صرف حفظ کے واسطے آبادی کو بھوڑ کر میدان ہوادار میں یا جنگل میں جانا یہ داخل فرار نہیں ہے، کیونکہ وہ شخص کسی آبادی میں نہیں گیا ہے، جہاں لوگ آباد ہیں۔ پس اس پر اطلاق فرار کا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۷۵، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۹۱۶)۔ سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۵۵۲، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۵۵۳۳)

حدا عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، و فتاویٰ

صفحہ نمبر 164

محدث فتویٰ